# ماہِ رجب کی بدعات

الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)

مترجم

طارق علی بروہی

سوال: ایک مسلمان کو کیا اعمال بجالانے چاہیے اگر اسے یہ راتیں مثلاً ربیع الاول کی پہلی رات یا رجب کی پہلی رات میسر آجائے؟

جواب: اسے کچھ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ خیر و بھلائی کو پانے اور تعظیمِ رسول اللہ (ﷺ) میں کون لوگ ہم سب سے زیادہ حریص تھے؟ وہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تھے۔ لیکن انہوں نے اس رات کے آنے پر کوئی ایسے اعمال ادا نہیں کئے، اسی لئے اگر یہ رات ان کے یہاں مشہور اور معلوم ہوتی تو وہ متواتر طور پر نقل ہو کر ہم تک پہنچتی جس میں کوئی شک نہیں کر سکتا تھا، اور یہ تاریخی اختلاف رونما نہ ہوتا جو لوگوں کے درمیان ہے اور جس میں وہ شدید اضطراب کا شکار ہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ محققین علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس رات کی کوئی اصل حقیقت نہیں جسے شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، جو کہ رجب کی ستائیسویں (٢٧) شب ہوتی ہے، اس کی کوئی بھی شرعی اور تاریخی حیثیت نہیں۔

سوال: جمہوریہ شمالی یمن سے ایک سائل سوال پوچھتا ہے کہ: ہمارے یہاں یمن میں ایک مسجد تعمیر ہے جس کا نام مسجد معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہے مگر وہ مسجد الجند کے نام سے مشہور ہے۔ ماہِ رجب کے ہر جمعہ کو لوگ مرد وزن اس کی زیارت کو آتے ہیں، کیا یہ مسنون ہے اس بارے میں نصیحت فرمائیں؟

جواب: یہ غیر مسنون ہے کیونکہ:

اولاً: یہ بات ثابت نہیں کہ جب رسول اللہ (ﷺ) نے معاذ (رضی اللہ عنہ) کو یمن دعوت کی غرض سے مبعوث فرمایا تھا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے وہاں کسی مسجد کی بنیاد رکھی ہو، پس اس مسجد کے بارے میں یہ دعوی کرنا بلادلیل ہے، اور ہر دعوی جس کی دلیل موجود نہ ہو ناقابلِ قبول ہے۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے وہاں مسجد کی بنیاد رکھی تھی تب بھی اس کی زیارت کے لئے جانا یا شد الرحال[1] جائز نہیں کیونکہ ماسوائے تین مساجد کے شد الرحال کرنا جائز

[1] شد الرحال کا معنی کجاوے کس کر یا باقاعدہ سامان وسواری تیار کر کہ کہیں بغرض ثواب عازم سفر ہونا جیسے لوگ مسجدالحرام کا قصد کرتے ہیں۔ (مترجم)

نہیں، نبی اکرم (ﷺ) کا فرمان ہے: ''لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی هذا والمسجد الأقصى'' [تین مساجد کے علاوہ شد الرحال نہ کیا جائے ۱-مسجد الحرام، ۲-میری یہ مسجد (مسجد نبوی ﷺ) اور مسجد الاقصی (بیت المقدس)]

ثالثاً: اس عمل کی رجب میں تخصیص کرنا بھی بدعت ہے، کیونکہ ماہِ رجب کسی بھی عبادت کے لحاظ سے خاص نہیں نہ روزوں کے اور نہ ہی نمازوں کے بلکہ اس کا حکم تو دیگر حرمت والے مہینوں کی مانند ہے۔اور حرمت والے مہینے یہ ہیں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم، یہ وہ حرمت والے مہینے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة: ۳۶)

(مہینوں کی گنتی اللہ تعالی کے نزدیک تو کتاب اللہ میں بارہ (۱۲) کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا فرمایا ہے، اس میں سے چار حرمت وادب کے ہیں)

اور یہ بات ثابت نہیں کہ ان مہینوں میں رجب کو کسی عبادت ادا کرنے جیسے روزے اور قیام وغیرہ کے لئے کوئی خصوصیت حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینے کو بعض عبادات کے لئے خاص کرتا ہے حالانکہ نبی اکرم (ﷺ) سے اس کا کوئی ثبوت نہیں تو وہ بدعتی تصور کیا جائے گا۔ رسول اللہ (ﷺ) کا تو فرمان ہے کہ: ''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة'' (تمہیں میری اور میرے بعد (ہدایت یافتہ) خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ہے، اس سے تمسک اختیار کرو اور اپنے جبڑوں کے ساتھ اسے مضبوطی سے تھامے رہو، اور دین میں نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)

پس جو بھائی یمن میں یہ عمل کرتے ہیں یعنی اس مسجد کو جسے وہ مسجدِ معاذ (رضی اللہ عنہ) تصور کرتے ہیں کی زیارت کو آتے ہیں میری نصیحت ان بھائیوں کے لئے یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسے کام میں نہ تھکائیں اور اپنا مال نہ لٹائیں جو ان کی اللہ تعالی سے مزید دوری کا ہی سبب بنے گا۔ اور یہ بھی نصیحت ہے ان کے لئے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ

اور توانائیاں ان اعمال کی جانب مبذول کرلیں جن کا مشروع ہونا کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ (ﷺ) سے ثابت ہے، بس ایک مومن کے لئے یہی کافی ہے۔

سوال: اللہ تعالی آپ کی حفاظت فرمائے اور ثابت قدمی عطاء فرمائے، یہ ایک دوسرا سائل دریافت کرتا ہے کہ رجب کی آٹھویں (۸) تاریخ کو روزہ رکھنے اور اسی طرح اس مہینے کی ستائیسویں (۲۷) تاریخ کو روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان دنوں کو روزے کے لئے مخصوص کرنا بدعت ہے۔ نبی کریم (ﷺ) اس مہینے کی آٹھویں یا ستائیسویں تاریخ کو روزہ نہیں رکھا کرتے تھے، نہ اس کا حکم ارشاد فرمایا اور نہ ہی کسی کو کرتے دیکھ کر اس کی تصدیق واقرار فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ یہ بدعت ہے۔ کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہارے نزدیک تو ہر چیز ہی بدعت ہوتی ہے! تو اس بارے میں ہمارا یہ جواب ہے کہ اللہ کی پناہ جو ہم ایسی بات کریں ہمارا مقصد تو صرف دین میں بدعات پر تنبیہ کرنا ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جس کے ذریعہ بندہ بنا قرآن وحدیث کی دلیل کے اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے "بدعت" ہے۔ اسی لئے رسول اللہ (ﷺ) کا ارشاد ہے کہ: ”عليكم بسنتي، وسنة الخلفاء الراشدين، المهديين من بعدي، وإياكم ومحدثات الأمور“ (تمہیں میری اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ہے، اور دین میں نئے نئے کاموں سے بچو)۔

پس دین میں بدعت سے مراد بلا دلیل کے ہر وہ عقیدہ، قول اور فعل ہے جس کے ذریعہ سے انسان اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اسے بدعت و گمراہی کہیں گے۔ البتہ دنیاوی امور میں جو بدعات (نئے ایجاد یافتہ کام) ہیں تو ہر وہ چیز جو نفع بخش ہو مگر پہلے موجود نہ تھی ہم اسے بدعت نہیں کہتے، بلکہ ہم تو اس کی ترغیب دیتے ہیں اگر واقعی وہ نفع بخش ہو، اور اس سے روکتے ہیں اگر وہ نقصان دہ ہو۔

سوال: بارک اللہ فیکم سامعین میں سے آدم عثمان صاحب سوڈان سے پوچھتے ہیں رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھنا صحیح ہے؟

جواب: رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھنے کی کوئی حقیقت نہیں، اور اس دن کو روزے کے لئے مخصوص کرنا بدعت ہے۔اسی لئے اس دن روزہ نہ رکھا جائے۔

(فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ کی ویب سائٹ سے لئے گئے فتاوی)